Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 03, Issue 01, January-June 2025.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاصر سماجی مسائل کا حل: ایک تجزیاتی مطالعہ

Addressing Modern Social Issues through Islamic Teachings: An Analytical Study

Sufian Ahmed Khan
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML University Karachi Campus. Email: sefi4451@gmail.com
Dr. Shams ul Haq
Assistant professor, Department of Islamic Thought and Culture, NUML University Karachi Campus. Email: shams.ulhaq@numl.edu.pk
Kulsoom Khaleeq Ansari
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML University Karachi Campus. Email: Kulsoom.spectra@gmail.com

Abstract:

This research presents an analytical study of contemporary social issues in the light of Islamic teachings. The modern world is facing a range of moral, economic, and social crises, including divorce, suicide, drug addiction, the breakdown of the family system, homosexuality, racial discrimination, and poverty. These problems have significantly impacted individuals and society as a whole. The primary aim of this study is to explore how Islamic teachings provide a holistic and effective framework for addressing these challenges and to demonstrate how the Islamic way of life can contribute to the formation of a balanced, peaceful, and dignified society.

The study investigates Islamic solutions through the lens of the Qur'ān, Sunnah, jurisprudential principles, and the Prophetic Sīrah. Islamic societal values, such as justice, brotherhood, modesty, chastity, charity, and enjoining good while forbidding evil are examined as foundational principles for resolving social crises and promoting spiritual and moral development.

This research adopts a theoretical, analytical, and partially comparative methodology, including a comparison between modern social theories and the Islamic worldview. The findings indicate that Islamic teachings offer comprehensive, practical,

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

and long-term solutions to modern social issues, addressing the needs of individuals, families, and society at large.

Keywords: *Islamic Teachings, Social Problems, Prophetic Sīrah, Jurisprudential Principles, Islamic Solutions.*

دنیا میں کچھ الہامی مذاہب ہیں اور کچھ غیر الہامی مذاہب ہیں ۔ غیر الہامی مذاہب وہ ہیں جو انسان نے بنائے ہیں اور الہامی مذاہب وہ ہیں جو وحی الٰہی کے ذریعہ آئے ہیں۔ اسلام ایک الہامی مذ اہب ہے جو اللہ کے احکامات کو انبیاء کرام علیہ السلام کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ اللہ نے مختلف ادوار میں انبیاء کرام کو دنیا میں بھیجا اور ہر نبی نے اللہ کے احکامات کو اپنی قوم اپنے علاقے کے لوگوں تک پہنچایا، پھر آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی باقی انبیاء کرام علیہ السلام کی طرح اللہ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچایا۔ وہ مذہب جس میں اللہ کی عبادت ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہو اور نبی کریم کو آخری نبی تسلیم کیا جائے، وہ اسلام ہے۔ اللہ کے احکامات وحی کی شکل میں آئے اور اب ایک کتاب کی شکل میں موجود ہیں جسے قرآن کہتے ہیں، یعنی قرآن وہ کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اسلام کا ذکر کچھ ان طرح سے کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ [1]

(بے شک اللہ کی نزدیک دین صرف اسلام ہے۔)

یعنی اللہ تعالی نے قرآن میں یہ بات واضح کرلی کے اللہ کے نزدیک قابل قبول دین صرف اسلام ہی ہے۔ ایک اور جگہ اسلام کا ذکر کچھ اس طرح کیا، ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ [2]

(اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔)

یعنی جو اسلام کے علاوہ اگر کوئی دین اختیار کریگا تو آخرت میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ایک اور جگہ اسلام کی دعوت دیتے ہوے اللہ کا ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً [3]

(اے ایمان والواسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔)

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ ایمان والے اسلام میں پورے پورے داخل ہوجانے کا کیا مطلب ہوا، یعنی ان تعریفوں کے علاوہ اسلام کی ایک اور تعریف بھی ہے وہ یہ ہے کہ "اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے "یعنی اسلام میں عقائد سے لیکر معاملات تک، سماجی و معاشی، حکمرانی و غلامی، جنگی ہو یا امنی ، حقوق کی ہو یا وراثت کی یا زندگی کے تمام پہلوں کی تعلیم ہے۔ اسلام ایک واحد مذہب ہے جو تمام زندگی گزارے کے طریقوں کی معلومات فراہم کرتا ہے اور دنیا میں جتنے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں ان سب کا بہترین حل اسلام ہی کے پاس ہے۔

دنیا میں سماجی مسائل:

دنیا میں مختلف قسم کے لوگ موجود ہیں مختلف ممالک میں مختلف حکومتیں پائی جاتی ہیں، ایک ہی ملک میں مختلف ذات اور قبائل کے لوگوں کا بصیرہ ہے۔ مختلف لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے سے میل جول سے ایک سماج وجود میں آتا ہے سماج میں بہت سی اچھائیاں ہوتی ہیں لوگوں کا آپس میں ربط ہوتا ہے باہمی تعلق ہوتا ہے مگر اسی سماج میں بہت سے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں، پوری دنیا کے چند مشترکہ مسائل یہ ہیں:

- خلع وطلاق کے مسائل
- خودکشی کا عام ہونا
- نشہ کا عام ہونا
- مغربی خاندانی نظام
- غربت وافلاس
- ہم جنس پرستی
- رنگ و نسل کا امتیاز

اسلامک تھراپی :

تھراپی لفظ کے عموماً معنی ہوتے ہیں کسی چیز سے چھٹکارا پانا یا کسی درد یا تکلیف سے نجات پانا۔ اسی طرح اسلامی تھراپی کا مطلب ہوا اسلام کے ذریعہ اسلام کی مدد سے مسائل سے نجات پانا کہ اسلام کس طرح ان سماجی مسائل سے معاشرے کو آزادی دلا سکتا ہے کہ جس طرح کہ اسلام کے لئے دعوی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ اسلام میں تمام سماجی مسائل کا حل موجود ہے۔

سماج میں طلاق کا بڑھنا:

دنیا میں اس وقت طلاق کا ہونا بہت عام ہوتا جارہا ہے، مغربی دنیا میں اول تو شادی وغیرہ کے معاملات ویسی ہی کمزور ہیں مگر جو میاں بیوی کے تعلق سے بندھے ہوئے ہیں تو ان میں بھی طلاق کا رجحان کافی بڑھ گیا ہے۔ معمولی سی بات پر میاں یا بیوی ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی اس رشتہ کی انکے نزدیک کوئی قدر ومنزلت نہیں۔ اس سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ انکی اولادیں دربدر ہوجاتی ہیں کیونکہ طلاق کے بعد مغربی مرد اور عورت دوسری شادی کرلیتے ہیں اور انکی اولاد کو نئے والد یا والدہ اپناتے نہیں، پھر وہ اولاد مختلف مشکلات کا سا منا کرتی ہے اور کچھ ان میں سے برے معاملات میں پڑ جاتے ہیں جس کا سماج پر برا اثر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام میں میاں بیوی کے رشتہ کی بہت اہمیت ہے اور اُسی طرح طلاق کو ایک نا پسندیدہ عمل بتلایا گیا ہے جس سے اسلام کے ماننے والوں کی نظر میں طلاق ایک بہت برا عمل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسلام طلاق کو کسی بھی ایک فریق کے اوپر نہیں چھوڑتا بلکہ جب نکاح دونوں فریقین کی رضامندی سے

ہوا ہے تو طلاق میں بھی دونوں کا حق رکھتا ہے، کسی ایک فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جب چاہے طلاق دیدے۔ بلکہ دوسرے فریق کے فریق کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اسے انفرادی فیصلہ پر نہیں چھوڑا بلکہ معاشرے کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے یعنی عدالت یا حکومت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[4]

(اور اگر تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔)

اسلامی تعلیمات کے مطابق طلاق صرف ایک شخص کا جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ اسکے کچھ اصول و ضوابط ہیں جو اس عمل کو قدرے مشکل بناتے ہیں، اور طلاق کے بعد بھی اسلام رجوع اور باقی معاملات کے لئے کچھ مدت تک شوہر کو پابند کرتا ہے ۔

خودکشی کا سماج میں عام ہونا :

مغربی دنیا میں خودکشی کا رجحان کافی بڑھ گیا ہے لوگ خودکشی کی طرف دن بہ دن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ دنیا میں کافی ملک ایسے ہیں جہاں پر خودکشی کے ادارے ہیں اور وہ اسکو انسانی حق سمجھتے ہیں۔ موجودہ دور میں خودکشی کی سب سے بڑی وجہ معاشی بدحالی اور مہنگائی ہے، جس میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ ماہرین کے مطابق تنہائی، چڑچڑاپن، شرمندگی، نشہ آور اشیا کا استعمال اور ایسی باتیں جو شرمندگی یا تکلیف کا باعث بنیں، انسان کو ذہنی بیماریوں کی طرف دھکیلتی ہیں۔ زیادہ تر لوگ دماغی خرابی کی وجہ سے خودکشی کرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو بیماری کی وجہ سے خودکشی کرتے ہیں۔ بیماری بھی دراصل دماغی توازن درہم برہم کر دیتی ہے اس طرح اپنے آپ کو ہلاک کرنے والوں کا تعلق بھی دماغ کے عدم توازن ہی سے ہوتا ہے۔ جس سے سماج کو بہت نقصان درپیش ہو رہا ہے دنیا سے بہت ہونہار لوگ خود کو کسی نہ کسی وجہ سے مار رہے ہیں۔ جبکہ اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے کہ خودکشی اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۔ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا [5]

(اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو کوئی تعدّی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم عنقریب اسے)دوزخ کی (آگ میں ڈال دیں گے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے)

جو لوگ خودکشی کرتے ہیں انکے لئے اللہ نے سزا رکھی ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ : مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا. وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا. وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا [6]

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ میں کھاتا ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔)

مندرجہ بالا آیات اور حدیث مبارکہ سے خودکشی کا اسلام میں ناپسندیدہ اور سزا پانے والا عمل ثابت قرار دیا گیا ہے۔ جس سماج میں اسلام غالب ہو گا اسلامی تعلیمات ہو نگی اس معاشرے میں خودکشی ہونے کا سوال ہی نہیں ہوتا کیونکہ لوگ اسکو ایک برا اور اللہ کی ناراضگی والا عمل جانیں گے اور اسلام پر چلنے والا انسان اللہ کی ناراضگی کا کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا۔

نشہ کا سماج میں عام ہونا:

دور حاضر میں جتنا نقصان کسی سماج کو نشہ آور چیزوں سے ہوا ہے شاید ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز سے ہوا ہو۔ عموماً کم عمر کے لڑکے اور لڑکیاں اس کے عادی ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیز کے بھی طالب علم بھی نشہ کی لت میں مبتلہ ہیں۔ سماجی نقصان نشہ کے یہ ہیں کہ اکثر حادثات نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ نشہ میں اوور سپیڈنگ سے کسی کا جانی تو کسی کا مالی نقصان ہو رہا ہے، ایک دوسرے کی تمیز بھول چکے ہیں لوگ نشہ میں آکر انسان کو صحیح اور غلط کا ہوش نہیں ہوتا۔ بعض جگہوں پر نشہ پر مکمل پابندی ہے مگر بعض علاقوں میں کھلی اجازت ہے جس سے دنیا کی نئی نسل مفلوج ہو رہی ہے۔ میوزک اور فلموں کے ذریعہ ایسی مہم چلائی جارہی ہیں جو نشہ آور چیزوں کو عام کر رہی ہیں۔

اسلام نے نشہ کے استعمال سے منع کیا ہے اس حد تک کے نشہ کو حرام قرار دیا گیا ہے اسلام کی روح سے اسلام جن کاموں کی شدید مزمت کرتا ہے ان میں نشہ آور چیزیں بھی شامل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [7]

(اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ۔)

نشہ میں شراب ایک اعلی درجہ کا نشہ ہے شراب کی حالت میں انسان کو اپنا ہوش نہیں ہوتا بہت سے حادثات شراب کے نشہ کی وجہ سے ہوتے ہیں، تو اللہ تعالی صاف منع فرمارہے ہیں کہ شراب سے بچنے کے لئے اور نجات اُسی کے لئے ہی ہے جو شراب اور ان کاموں سے بچے گا۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ [8]

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پینے کی ہر وہ چیز جو نشہ لانے والی ہو حرام ہے)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام، ومن مات وهو يشرب الخمر يدمنها لم يشربها في الآخرة"۔[9]

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص کی موت اس حال میں واقعہ ہوئی کہ وہ شرابی تھا اور اس پر مداومت تھی (یعنی اس نے توبہ نہیں کی) تو ایسا شخص آخرت میں پاکیزہ شراب نہیں پیئے گا (یعنی ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔)

قرآن کی آیات مقدسہ اور ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کس قدر منع کرتا ہے نشہ کے استعمال سے اس حد تک کے اسلام پہ چلنے والے شخص یا سماج پر نشہ آور چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ نشہ آور چیزوں کے استعمال نہ ہونے سے یقیناً ایک بہترین معاشرہ وجود پائیگا۔

مغربی خاندانی نظام:

مغرب میں لوگ مرضی سے زندگی گزارتے ہیں، ماں کو بیٹی سے ۱۸ سال کے بعد سوال کرنے کا حق نہیں بعض جگہ سوال کرنے پر سزا ہے، باپ کو بیٹے کے معاملات میں دخل دینے کا حق نہیں، تھوڑی سی سختی پر اگر ماں باپ نے ڈانٹ دیا تو بچے ان کے خلاف شکایتیں درج کروا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں باپ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں اولڈ ہاؤس میں چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں وہ اپنی بقیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ سماج میں اسکا یہ اثر پڑ رہا ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے وہ خود مختیار ہیں انہیں نا کسی بڑے کا خوف ہے اور نا کسی کی پروہ۔ جب انسان کو کسی کا خوف نہ ہو تو وہ جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مغرب میں نشہ عام ہے، چوری عام ہے، مختلف قسم کے جرائم عام ہیں۔ یہی خاندانی نظام ڈپریشن اور دماغی بیماریوں کی بھی جڑ ہے۔ اگر کسی والدین کو اپنے بچوں سے محبت ہو بھی جاتی ہے تو وہ بچے انہی کو اولڈ ہاؤس میں چھوڑ دیتے ہیں جس وجہ سے بوڑھے ماں باپ دماغی بیماریوں میں مبتلہ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ماں اپنے بچوں کو ٹائم نہ دیں تو وہ بچے ڈپریشن میں چلے جاتے ہیں۔ جبکہ اسلم ایک بھرپور خاندانی نظام کا تعارف کرواتا ہے، اسلام خاندان کہ ایک ایک فرض کہ حقوق کو اجاگر کرتا ہے اسکہ علاوہ رشتہ داروں وغیرہ کے حقوق کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ماں پاب کا اولاد پر کیا حق ہے، اولاد کا ماں پاب پر کیا حق ہے۔ ماں باپ اگر بوڑھے ہو جائیں تو اانکہ ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا ہے، بچوں کہ ساتھ ماں باپ کو کیسا برتاؤ رکھنا ہے۔ یہاں تک کے بچوں کی تعلیم سے لیکر شادی تک کے حقوق اسلام نے واضح کر

رکھے ہیں۔ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے لیکر انکی دیکھ بال انکی خدمت تک کو اسلام نے اولاد کے لئے اوجاگر کر دیا ہے۔ اسکہ علاوہ بہن بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے لیے بھی اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے جس سے ایک بہترین معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جہاں تک مغربی خاندانی نظام کی بات ہے تو مغرب میں کوئی خاندانی نظام وجود نہیں پاتا، وہاں سب اپنے اپنے راستے اپنی والدین کے حقوق کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا [10]

(اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا۔)

اسی طرح حدیث پاک کا مفہوم ہے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کی خدمت کرنے کو جہاد سے افضل قرار دیا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عن عبد الله بن عمرو قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يستاذنه في الجهاد فقال:" احي والداك؟" قال: نعم، قال:" ففيهما فجاهد [11]

(عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شرکت کی اجازت لینے کے لیے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟" اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ نے فرمایا: "پھر تو تم انہیں دونوں کی خدمت کا ثواب حاصل کرو)

یعنی اسلام اس طرح سے ماں باپ کے حقوق کو بیان کرتا ہے کہ جہاد جیسے عمل سے بھی روکا جا سکتا ہے اگر ماں باپ کی خدمت میں خلل آرہا ہو تو۔ماں باپ ہی کسی بھی سماج کی بنیاد ہوتے ہیں اور جب نوجوان اولادوں کو ماں باپ کی عزت اور عظمت کی پروہ ہو گی تو وہ کوئی وہ عمل نہیں کرینگے جس سے انکے ماں باپ کا نام خراب ہو۔ اور جب ماں باپ اور اولادیں ایک دوسرے کے حقوق میں کوتاہی نہیں کریں تو ایک بھرپور خاندان وجود میں آئیگا، اور خاندان ایک اول درجہ کے سماج کی بنیاد بنیگا جو کہ برائیوں سے پاک وصاف ہو گا۔

غربت کا عام ہونا:

باقی مسائل سے ساتھ ہی دنیا میں غربت بھی ایک اہم مسئلہ ہے، جو آج کل بہت تیزی سے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ جہاں دنیا ترقی اور آسائش کی طرف جارہی ہے وہاں کہیں نہ کہیں دنیا میں غریبی بھی بڑھ رہی ہے- دنیا دو حصوں میں بٹ رہی ہے ایک وہ حصہ جو یہ ساری ترقی اور آسائش کو استعمال کر رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھا رہا ہے تو دوسری طرف وہ حصہ بھی ہے جو ان سب چیزوں سے محروم ہے۔ جیسا کہ افریقا کے بعض علاقوں میں دیکھا جاتا ہے کہ وہاں کے رہنے والے عام زندگی کی سہولیات سے بھی محروم ہیں اور ایک طرف دنیا کے ترقی یافتہ ممالک جو ہر نئی ٹیکنالاجی سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ نفسہ نفسی کا ماحول بن گیا ہے۔ مغربی دنیا میں جہاں بھائی کو بھائی سے غرض نہیں تو وہاں یہ ہی ہونا ہے جب برابر والے کے حال سے واقف نہیں تو دنیا کے غریب ممالک کی کیسے مدد کریں گے۔ جبکہ اسلام اس نفسہ

نفسی کے ماحول سے بلکل پاک ہے، اسلام بھائی چارے کی تعلیمات دیتا ہے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق ہے۔ اسلام میں زکوۃ کی تعلیم دینے کا مقصد ہی سماج سے غربت کو ختم کرنا ہے۔ اسلام صرف تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ حکم دیتا ہے۔ زکوۃ کا قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر ذکر ہے۔

:ارشاد باری تعالی ہے

وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ [12]

(اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو)

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ [13]

(اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل (وصول) کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے)

اسی طرح فرضیت زکوۃ پر بے شمار حدیثیں بھی ہیں۔

عن ابن عباس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث معاذا إلى اليمن، فقال:" إنك تاتي قوما اهل كتاب، فادعهم إلى شهادة ان لا إله إلا الله و اني رسول الله، فإن هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة، فإن هم اطاعوك لذلك، فاعلمهم ان الله افترض عليهم صدقة في اموالهم تؤخذ من اغنيائهم وترد على فقرائهم، فإن هم اطاعوك لذلك فإياك وكر ائم اموالهم و اتق دعوة المظلوم فإنها ليس بينها وبين الله حجاب۔[14]

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور فرمایا: ”تم اہل کتاب کی ایک جماعت کے پاس جا رہے ہو، ان کو اس بات کی طرف بلانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ یہ مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر غریبوں کو دی جائے گی، پھر اگر وہ یہ بھی مان لیں تو تم ان کے عمدہ مالوں کو نہ لینا اور مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں)

زکوۃ دینے کا عمل اخوت اسلامی کی بہترین تعبیر ہے، اس سے غریب مسلمان کی کفالت ہوتی ہے اُسے معاشرے میں سر اُٹھا کر جینے کا حوصلہ ملتا ہے اور وہ زکوۃ دینے والے کے لیے دعا گو ہوتا ہے۔

مؤمن کیلئے مؤمن مثل عمارت کے ہے، بعض بعض کو تقویت پہنچاتا ہے۔ زکوۃ مسلمانوں میں بھائی چارہ بڑھانے کا ایک بہترین طریقہ ہے اس سے مسلمانوں میں اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے

عن النعمان بن بشير، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم، مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى [15]

(حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کی ایک دوسرے سے محبت، ایک دوسرے کے ساتھ رحم دلی اور ایک دوسرے کی طرف التفات و تعاون کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو باقی سارا جسم بیداری اور بخار کے ذریعے سے (سب اعضاء کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر) اس کا ساتھ دیتا ہے۔

ہم جنس پرستی:

دنیا میں اس وقت نئے نئے فتنے برپا ہو رہے ہیں جس میں سے ایک ہم جنس پرستی بھی ہے۔ بعض ممالک میں ہم جنس پرستی کی کھلی طور پر اجازت ہے یعنی انہیں آپس میں شادی کی اور قانونی طور پر ایک جوڑا کہلانے کا حق دے دیا گیا ہے۔ اسکے نقصانات یہ ہوئے کے مرد مرد کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور عورت عورت کے ساتھ اور پھر انکہ اندر جو ایک قدرت نے ایک دوسرے کی طرف اٹریکٹ ہونے کا معدہ رکھا ہے وہ اس طرح سے ضایع ہو رہا ہے اور اگر اس طرح سے شادی کروائیں تو اس جوڑے سے اولاد وجود میں نہیں آئیگی اولاد کے لیے عورت اور مرد کا ملنا شرط ہے۔ سماجی نقصان یہ ہو گا کے بچوں کی پیداوار کم ہو جائیگی اور دنیا میں مزید انسان دنیا سے کم ہوتے چلے جائینگے۔ برعکس اسکے اسلام سختی سے اس طرح کے رشتہ کو منع کرتا ہے حرام کا درجہ دیتا ہے، اسلام نے مرد اور عورت کے رشتہ کے لئے بھی نکاح کی شرط رکھی ہے اور ہم جنسی تعلقات کو تو سختی سے حرام قرار دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ"، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مِثْلَهُ، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ، وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ. [16]

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے قوم لوط کا عمل (اغلام بازی) کرتے ہوئے پاؤ تو کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا گیا ہے دونوں کو قتل کر دو)

جس قوم میں قوم لوط جیسا عمل پایا جائے تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اس باب میں حضرت جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایات مذکور ہیں۔۔ محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عمرو بن ابی عمرو سے روایت کیا اور فرمایا قوم لوط کا سا عمل کرنے والا ملعون ہے، قتل کا ذکر نہیں کیا۔ نیز یہ بھی مذکور ہے کہ چوپائے سے بد فعلی کرنے والا بھی ملعون ہے۔ بواسطہ عاصم بن عمر، سہیل بن ابی صالح اور ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے، ہم نہیں جانتے کہ اسے عاصم کے سوا کسی اور نے سہیل بن ابی صالح سے روایت کیا ہو۔ عاصم بن عمر حفظ کے اعتبار سے حدیث میں ضعف ہے، لوطی کی سزا میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک شادی شدہ ہو یا کنوارہ اس پر رجم ہے، یہ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمھم اللہ کا قول ہے۔ بعض فقہاء و تابعین جن میں حضرت حسن

بصری، ابراہیم نخعی اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ شامل ہیں، فرماتے ہیں لواطت کرنے والے کی حد وہی ہے جو زانی کی ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

اس درجہ کی ممانعت ہے اسلام میں اس عمل کی کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے کا کہاہے۔ اور ہم جنس پرستی کو روکنے میں ہی سماج کی بھلائی ہے۔

رنگ و نسل:

دنیا میں اتنی ترقی ہونے کے باوجود اتنی تعلیم وتربیت کے بعد بھی آج بھی رنگ و نسل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے بعض جگہوں پر نسل کی بنیاد پر اعلی عہدوں پر اس شخص کو ترجیح دی جاتی ہے جو نسل کے اعتبار سے اوپر ہو اور بعض علاقوں پر ان لوگوں کو صفائی وغیرہ کے کام دیئے جاتے ہیں جو رنگ و نسل کے اعتبار سے کمتر ہوں۔ ہندوؤں میں برھمن اور دیگر کا فرق تو سب کو معلوم ہے ہی کے نیچی ذات والے کے گھر شادی نہیں کرتے اسکہ علاہ ذات کو لے کر فصادات الگ ہیں، ترقی یافتہ ممالک میں بھی اسی طرح کا حال ہے بعض ممالک میں افریقہ سے تعلق رکھنے والوں کو اہمیت نہیں دی جاتی کالے اور گورے سے ان میں فرق کیا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام ان سارے اختلاف کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے اسلام کی نظر میں کسی کو کسی پہ فوقیت رنگ و نسل کی بنیاد پر نہیں ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[17]

(اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔)

عن ابي نضرة ، حدثني من سمع خطبة رسول الله صلى الله عليه وسلم في وسط ايام التشريق، فقال:" يا ايها الناس، الا إن ربكم واحد، وإن اباكم واحد، الا لا فضل لعربي على اعجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا لاحمر على اسود، ولا اسود على احمر، إلا بالتقوى، [18]

(ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایام تشریق کے درمیانی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر" سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے کیا۔)

خلاصہ کلام:

دنیا میں بڑھتے ہوئے مسائل سے اس وقت نجات کا ایک ہی ذریعہ اسلام ہے اس کے علاوہ نجات پانا قدر مشکل نظر آتا ہے۔ اسلام ان مسائل کے حل میں چودہ سو سال پہلے ہی وضاحت کر چکا ہے طلاق کی روک تھام کے لئے خود کشی اور نشہ کی سزا مغربی خاندانی نظام کا بدل غربت سے نجات ہم جنس پرستی کی سزا اور تنگ و نسل کے فرق کو ختم کرنے کے واضح جواز اسلام ہی سے ملتے ہیں۔

یہ تحقیق موجودہ دور کے اہم سماجی مسائل کا تجزیاتی مطالعہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرتی ہے۔ جدید دنیا اخلاقی، معاشی اور سماجی بحرانوں سے دوچار ہے، جیسے کہ طلاق، خودکشی، نشہ، خاندانی نظام کا زوال، ہم جنس پرستی، نسلی امتیاز اور غربت۔ یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی تعلیمات ان تمام مسائل کے لیے ایک جامع، دیرپا اور موثر حل پیش کرتی ہیں۔

اسلامی اصول—قرآن، سنت، فقہی اصول اور سیرتِ نبویؐ—کو بنیاد بنا کر اس تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی اقدار جیسے عدل، اخوت، حیا، عفت، صدقہ، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک متوازن اور پرامن معاشرہ قائم کرنے کے بنیادی ستون ہیں۔

تحقیق میں روایتی سوشیولوجیکل نظریات اور اسلامی ورلڈ ویو کا تقابلی مطالعہ بھی شامل ہے، اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اسلام نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ اجتماعی سطح پر بھی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔

نتائج ابحاث:

- اسلامی شریعت نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی سماجی مسائل کا مکمل، عملی اور دیرپا حل فراہم کرتی ہے۔ قرآن، سنت، فقہی اصول اور سیرت نبویؐ میں ہر مسئلے کا مؤثر حل موجود ہے۔
- معاشرتی بگاڑ، جیسے طلاق، خودکشی، نشہ، اور ہم جنس پرستی وغیرہ، اس بات کی علامت ہیں کہ جدید معاشرہ دینی تعلیمات سے دور ہو چکا ہے، اور مادہ پرستی و انفرادیت پسندی نے انسانی زندگی کو بے سکون بنا دیا ہے۔
- عدل، حیا، عفت، اخوت، زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اصول انسان کی روحانی اور معاشرتی تربیت کرتے ہیں، اور فرد و معاشرہ دونوں کی فلاح کا ذریعہ بنتے ہیں۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں جدید مسائل کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ آپؐ نے اخلاق، عدل، عفو، خاندان کی مضبوطی، اور محروم طبقات کے حقوق جیسے مسائل کو بہترین طریقے سے حل کیا۔
- جدید سوشیولوجی یا سیکیولر تھیوریز ان مسائل کے حل کے لیے محدود اور وقتی تدابیر پیش کرتی ہیں، جب کہ اسلام ایک فطری اور دائمی حل فراہم کرتا ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔
- تحقیق سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا گیا کہ جب تک اسلامی معاشرتی نظام کو اجتماعی سطح پر نافذ نہیں کیا جاتا، تب تک ان مسائل کا مکمل اور پائیدار حل ممکن نہیں۔

حواشی و حوالہ جات:

---

[1] **القرآن**، 19:3

Al-Qur'ān, 3:19

[2] **القرآن**، 85:3

Al-Qur'ān, 3:85

[3] **القرآن**، 208:2

Al-Qur'ān, 2:208

[4] **القرآن**، 35:4

Al-Qur’ān, 4:35

[5]**القرآن**، 4:29 -30

Al-Qur’ān, 4:29-30

[6]البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، (بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 1:459، رقم:1299

Al-Bukhārī, Abū ʿAbdullāh, Muḥammad bin Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb ul Janaziz (Bayrūt, Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H),1:459, Ḥadīth: 1299

[7]**القرآن**، 5:90

Al-Qur’ān, 5:90

[8] **صحیح البخاری**، كِتَاب الْوُضُوءِ، رقم الحدیث:242

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb al-Wuḍū, Ḥadīth: 242

[9]ابوداؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، کتاب الاشربۃ (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، س ن)، حدیث:3679

Abū Dāwūd al-Sijistānī, Sulaymān bin al-Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd*, Bāb Unzila al-Qur'ān 'alā Sab'ah Aḥrufīn (Bayrūt: al-Maktabah al-‘Asriyyah, Ṣaydā, S.N.), Ḥadīth: 3679.

[10]**القرآن**، 17:23

Al-Qur’ān, 17:23

[11] **صحیح البخاری**، كِتَاب الجهاد، رقم الحدیث:3008

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb al-Jihād, Ḥadīth: 3008

[12] **القرآن**، 2:43

Al-Qur’ān, 2:43

[13]**القرآن**، 9:103

Al-Qur’ān, 9:103

[14]سنن ابوداود، كِتَاب الزَّكَاةِ، رقم الحدیث:1584

Sunan Abī Dāwūd , Kitāb al-Zakāh, Ḥadīth: 1584

[15] القشیري، أبوالحسن مسلم بن الحجاج، **المسند الصحیح**،کتاب البر والصلة والآداب(بیروت: داراحیاء التراث العربي، س۔ن)، رقم الحدیث:6586

Al-Qushayrī, Abū al-Ḥasan Muslim bin al-Ḥajjāj, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa al-Ṣilah wa al-Ādāb (Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-‘Arabī, S.N.), Ḥadīth Number: 6586

[16] سنن ابوداود، **كِتَاب الْحُدُودِ**، رقم الحدیث:4462

Sunan Abī Dāwūd , Kitāb al-Ḥudūd, Ḥadīth: 4462

[17] **القرآن**، 13:49

Al-Qur’ān, 49:13

[18] احمد بن حنبل، مسند احمد، مُسْنَدُ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، رقم الحديث: 23489

Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad*, Musnad al-Anṣār raḍiyallāhu ‘anhum, Ḥadīth No: 23489